فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وعظ مبارک

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

سید نصیر الدین ہاشمی

قادری برکاتی

K-1
120
6668

ناشر

صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی اشرفی قادری

مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، گنج بخش روڈ لاہور

وعظ مبارک

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی

سرپرست و ناشر

صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی اشرفی قادری

دارالعلوم حزب الاحناف، گنج بخش روڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام رسالہ ـــــــ فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وعظ مبارک ـــــــ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۷۸)

جمع و ترتیب ـــــــ سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی

سرپرست و ناشر ـــــــ صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی اشرفی قادری

طبع اول ـــــــ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء

تعداد ـــــــ گیارہ سو (۱۱۰۰)

کمپوزنگ ـــــــ عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور

ہدیہ ـــــــ

ملنے کا پتہ

☆ صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی جامع حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ رضوان، مکتبہ نبویہ و دیگر کتب خانے، گنج بخش روڈ لاہور

☆ جامعہ مسجد حنفیہ سید دیدار علی شاہ محمدی محلّہ اندرن دہلی گیٹ لاہور

☆ دارالاشاعت نوریہ رضویہ شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور
رقم المسلسل

پیش لفظ

از

سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی

زیر نظر رسالہ موسوم بہ فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دراصل وعظ مبارک ہے، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کا جو آپ نے ۱۹۷۷ء میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جامع مسجد نزد انجمن شیڈ مغلپورہ میں دیا تھا۔ اس وعظ مبارک کو راقم الحروف نے ٹیپ ریکارڈ کیا اور بعد میں اسے حرف بہ حرف سن کر قلمبند کیا اور اسے حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بامحاورہ کرنے کے لئے معمولی سا ردو بدل کیا اور اسے حتمی شکل دے کر اس کا نام "فضائل مصطفیٰ" تجویز فرمایا۔ اور اس کی طباعت کی اجازت عنایت فرمائی۔ یہ رسالہ اب قارئین کے سامنے ہے۔ اصل مضمون سے قبل ضروری محسوس ہوا کہ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی بھی درج کئے جائیں، تاکہ قارئین کو اس بزرگ ہستی کے بارے اجمالی تعارف بھی ہو جائے۔ اسے معتبر کتاب "شہنشاہ بغداد" جو سیدنا غوث اعظم رحمۃ

اللہ علیہ کے حالات و مناقب پر علامہ محمد لطیف زار نوشاہیؒ نے لکھی ہے
کے حاشیے سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور تفصیلی حوالہ آخر میں دیا گیا ہے۔
حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور آپ کو حضرت نعیم الدین مراد آبادی
رحمۃ اللہ علیہ نے سراج اہل تقویٰ کا لقب عنایت کیا۔ آپ حضرت علی
حسین کچھوچوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلیفہ ہیں جو حضرت اشرف
جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے تھے۔ راقم الحروف
۱۹۷۱ء میں حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر
سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوا اور اسے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ آپؒ
کی عمر کے آخری تین سال یعنی ۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۸ء روزانہ آپ کی
خدمت اقدس میں حاضری دیتا اور سیرت و تصوف کی مختلف کتابیں
ناظرہ پڑھ کر سناتا اور آپ ضرورت کے مطابق تشریح فرماتے۔ یقیناً
آپ اپنے وقت کے قطب و غوث تھے۔ آپ علوم و معارف میں
یکتائے روزگار تھے اور فنافی الرسول سے بھی بڑے مرتبے پر فائز تھے
کیونکہ لوگ خواب میں سید عالم ﷺ کا دیدار کبھی آپ کی صورت میں
کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روشن کی ہوئی عشق
رسول کی شمع ہمارے سینوں میں روشن و منور کرے۔ میں انتہائی ممنون

ہوں حضرت صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا جن کی سرپرستی اور تعاون سے یہ رسالہ تکمیل کو پہنچا۔ آپ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں جنہیں آپؒ نے طریقت و تصوف سے وافر حصہ عنایت فرمایا۔ جس کے سبب خاص و عام آپ کے آستانے سے مستفیض ہوکر دنیاوی و دینی و روحانی مشکلات سے خلاصی حاصل کرتے ہیں۔

فقیر قادری
سید نصیر الدین ہاشمی
مصنف کتب مظہر جمال مصطفائی و جمال غوثیہ
۱۶۰ دلکشا پارک راجگڑھ لاہور

مختصر حالات زندگی حضرت علامہ ابوالبرکات

سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

الحاج سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۶ء ریاست الور بھارت میں پیدا ہوئے۔ یہ سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری کے چھوٹے صاحبزادے اور حضرت سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر تھے۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیمات اور اس کے بعد صرف ونحو اصول، منطق اور فلسفہ کی کتابیں اپنے جلیل القدر والد ماجد سے پڑھیں۔ پھر آپؒ نے صدر الفاضل حضرت سید نعیم الدین مراد آبادیؒ کے جامعہ نعیمہ مراد آباد سے درس نظامی کی سند لی اور علم طب میں مہارت حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۱۵ء میں آپ بریلی شریف آ گئے اور کچھ عرصہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تربیت رہے۔ حضرت فاضل بریلویؒ نے ۱۹۱۶ء میں آپ کو تمام علم اسلامیہ قرآن وحدیث وفقہ اور سلاسل اولیاء اللہ کے اذکار واعمال کی خصوصی سند اپنے دست خاص سے لکھ کر عطا فرمائی اور سلسلہ قادریہ میں بیعت فرما کر آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ کے والد مکرم مستقل سکونت کے لئے لاہور آ گئے تو آپ آگرہ کی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اور اپنے زور خطابت سے مسلمانوں

کی رگوں میں تازہ خون دوڑا دیا۔ لیکن ۱۹۲۳ء میں آپ کو آپ کے والد ماجد نے حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار عالی کے ساتھ ملحق مسجد کی خطابت کے لئے لاہور بلوالیا اور یہاں سے آپ کا پنجاب لاہور کی زندگی کے ساتھ تعلق شروع ہوا۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے نام سے ایک انجمن کی تشکیل دی جس کے زیر اہتمام ۱۹۲۶ء میں آپ کے برادر بزرگ اور والد مکرم کے تعاون سے دار العلوم حزب الاحناف پورے نظم و ضبط کے ساتھ جاری ہوگیا جس نے آگے چل کر عالی جناب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت ایسے ایسے بطل جلیل اور رجل عظیم پیدا کئے جنہوں نے پنجاب والوں کے مشام جان کو عشق محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کی مہکاروں سے لبریز کر دیا۔ اور سید صاحبؒ کی حیات میں اگر کسی نے کوئی بات بھی کسر شان رسالت ﷺ کی سوچی اور وہ آپ تک پہنچی تو اس نے ترکی بہ ترکی منہ کی کھائی اور سید صاحبؒ نے طمانچہ رسید کیا کہ بجز توبہ کے کوئی راہ نہ دکھائی دی یا پھر ہمیشہ کے لئے روسیاہی اور عاقبت میں ابدالابدی رسوائی۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۱ء سے لوکو ورکشاپ لاہور میں جمعہ پڑھانا شروع کیا اور یہاں پر آپ نے ۵۲

سال تک خطبہ دیا۔ زہے نصیب لوکو ورکشاپ والوں کے آپ فرمایا
کرتے تھے کہ یہاں مضافات سے بہت لوگ آتے ہیں اور
گردونواح سے بھی لوگ باآسانی پہنچ جاتے ہیں اور عوام کے اصلاح
احوال کے لئے یہ جگہ بہت موزوں ہے۔ آپؒ نے ۱۹۳۰ء میں اپنے
استاد مکرم سید نعیم الدین مراد آبادیؒ کی معیت میں فریضہ حج ادا کیا۔
آپ دینی اہمیت کے مسائل اور تحریکات میں بھرپور دلچسپی لیتے تھے۔
تحریک شدھی کے زمانہ میں آپؒ نے اشاعت اسلام کے لئے اور
آریہ سماج کی تردید میں کام کیا۔ ساردا ایکٹ کے خلاف پرزور آواز
بلند کی اور تحریک آزادی میں دوقومی نظریہ کی تائید کی۔ قیام پاکستان
کے بعد علمائے اہل سنت و جماعت میں اتحاد و اتفاق کے لئے کوشاں
رہے۔ دارالعلوم حزب الاحناف کی سند حدیث وتفسیر پر متمکن تھے کہ
طویل علالت کے بعد ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ بمطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء کو
داعی اجل کو لبیک کہا اور گنج بخش روڈ پر دارالعلوم حزب الاحناف کے
وسیع صحن میں عازم فردوس بریں ہونے کے لئے سپرد خاک کر دیئے
گئے۔

(ماخذ۔ صفحہ نمبر ۸۹، ۹۰، ۹۱ کتاب شہنشاہ بغداد، مصنف: علامہ محمد لطیف
زار نوشاہیؒ ادارہ معارف نوشاہیہ لاہور)

فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد اللہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونومن بهه ونتوکل علیه ونعوذ باللّٰه من شرور انفسنا ومن سئیات اعمالنا من یهدہ اللہ فلا مفل لهه ومن یفلللہ فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شریک له ونشهد ان سیدنا وسندنا ونبینا وکریمنا ورحیمنا ورئوفنا وما وانا وملجانا محمداً عبدہ ورسوله بالهدیٰ و دین الحق ارسله والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الوریٰ محمدٍ المصطفےٰ وعلیٰ آله المجتبیٰ واصحابه البررۃ التقی' اما بعد فاغوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم فان تولو فقل حسبی اللّٰه لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم۔

خداوند کریم جل و علا تبارک وتعالیٰ ان آیات کریمہ میں حضور پرنور سید عالم نور مجسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر فرحت اثر سناتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ''لقد'' یعنی البتہ تحقیق یعنی اس میں کوئی شک نہیں ''جاء کم'' یعنی وہ رسول معظم ومفخم تم میں تشریف لائے۔

یہاں یہ نہیں فرمایا کہ پیدا ہوئے بلکہ فرمایا تشریف لائے یعنی حضور پرنور ﷺ کسی مقام پر تشریف فرما ہیں اور ان کی تشریف آوری اور آمد آمد کی خبر فرحت اثر تمام پیغمبروں نے دی اور ہر پیغمبر کا امتی ان کی تشریف آوری کا منتظر تھا لیکن اس انتظار میں وہ لوگ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ یہ کرم اسی امت مرحومہ پر فرمایا کہ ان کی تشریف آوری کی خبر عام پیغمبروں از آدم علیہ السلام تا عیسیٰ علیہ السلام نے دی کہ وہ رسول معظم و مفخم جو رسولوں کے رسول، نبیوں کے نبی، عرشیوں اور فرشیوں کے رسول ہیں تشریف لا رہے ہیں چنانچہ اس امت مرحومہ کو فرمایا ''لقد جاء کم'' کہ وہ تم میں تشریف لے آئے اور فرمایا ''من انفسکم'' یعنی تمہاری ہی جانوں میں سے یعنی وہ کوئی جن اور ملائکہ میں سے نہیں۔ ہم نے ماس رسول معظم کو اسی لباس میں بھیجا تاکہ تم ان کے حرکات و سکنات، افعال و اقوال اور ان کی تمام باتوں سے نفع حاصل کرو۔ تم ان کو دیکھو ان سے باتیں کرو اور فائدہ اٹھاؤ۔ اگر وہ اپنی اصل شکل میں آئے تو تمہیں کیا نفع ہوتا۔ ویسے تو ملائکہ اور کراماً کاتبین بھی تمہارے ساتھ ہیں، جن کی صفت ''یعلمون ما تفعلون'' ہے۔ لیکن تم کو ان سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ سرور انبیاء حبیب کبریا ﷺ بھی اپنی اصلی حالت اور اصلی صورت میں

تشریف لاتے تو تمہیں نفع نہ ہوتا۔ رب العزت نے بڑا کرم کیا کہ اپنے محبوب رسول معظم سرور آدم و بنی آدم ﷺ کو اس لباس میں مبعوث فرمایا یعنی "من انفسکم" یعنی تمہاری ہی جانوں میں سے تاکہ تم ان سے نفع حاصل کرو۔ تم کو ان کا قرب حاصل ہوگا تو تم ان کی باتیں بھی سنو گے۔ اور تم ان کی طرف نظر بھی اٹھا کر دیکھو گے اور سب کچھ تم کو نفع ہوگا ان کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا یہ سب کچھ تمہارے لئے موعظہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "قدجاء کم موعظة من ربکم" یعنی تمہارے رب کی طرف سے موعظ مجسمہ تشریف لائے کہ جن کا دیکھنا جن کے پاس بیٹھنا جن کے ساتھ چلنا وہ بھی تمہارے لئے نصیحت ہے۔ ہمارے افعال اور اقوال میں تو تنقید ہوتی ہے۔ دیکھتے ہیں کہ ہمارا فعل شریعت کے مطابق بھی ہے کہ نہیں لیکن وہاں اس کی ضرورت نہیں کتاب ناطق وہ خود ہیں۔ ان کا فعل ان کا قول حجت ہے' قیامت تک کے لئے لہٰذا اس بات کی تکلیف ہی نہیں کہ تم جانچو کہ ان کا فعل شریعت کے مطابق ہے یا نہیں۔ بلکہ ان پر تنقید کرنیوالا بے ایمان ہو جاتا ہے۔ حضور کے اقوال ہمارے لئے حجت ہیں جب تک کہ تخصیص نہ ہو بعض افعال ایسے ہیں جو حضور کے ساتھ خاص ہیں جیسے کثرت ازدواج وغیرہ۔ عام طور پر حضور نے نماز پڑھ

کر بتلایا کہ کس طرح قیام و رکوع کرتے ہیں۔ روزہ رکھ کر بتلایا حج
کر کے بتلایا کہ حج کے کیا مناسک ہیں۔ فرائض سنن واجبات ہم کو
کر کے بتلایا۔ ان کا ہر فعل ہمارے لئے حجت ہے خواہ اس کی حکمت
ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ مثلاً جب حضرت اسماعیل علیہ السلام
پیدا ہوئے اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام پانی کی تلاش میں صفا سے
مروہ تک اور مروہ سے صفا تک جو دوڑ لگائیں ان کے سامنے ایک
مقصد تھا یعنی پانی کا حاصل کرنا لیکن حج کے دوران ہم جو دوڑ لگاتے
ہیں ہمارے سامنے کیا مقصد ہے؟ صرف ایک مقصد ہے کہ اللہ کی
برگزیدہ بندی حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کی تلاش میں جو دوڑ
لگائی اس کی نقل کریں۔ کیونکہ اللہ کے محبوب بندوں کے افعال اور
اعمال جو انہوں نے خود کسی غرض سے کئے ہوں پسندیدہ ہیں۔ یہ نہیں
دیکھنا چاہیے کہ اس فعل میں ان کی غرض کیا ہے۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیے
کہ یہ ان کا فعل ہے یا نہیں۔ انہوں نے پتھر مارا تو شیطان کو دیکھ کر
مارا تھا ہم کیا دیکھ رہے ہیں سوائے اس کے کہ ایک پتھر کھڑا ہوا ہے۔
کوئی کہے کہ یہ فعل لغو ہے تو وہ گنہگار ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
رمی جمار کیا تھا تو ہمارے اوپر واجب ہو گیا۔ جمرۂ اولیٰ ہو وسطیٰ ہو یا
عقبیٰ۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں کنکر مارو۔ کیونکہ حضرت

ابراہیم، اسماعیل اور ہاجرہ علیہما السلام نے مارے تھے۔ اس لئے قیامت تک یہ فعل امت پر واجب ہوگیا۔ اگر کسی نے تصور کیا کہ یہ فعل بے کار ہے تو اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ سرکار کے کسی فعل کی تنقیص کرے یا حقارت سے دیکھے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔ حضور نے جو کچھ بھی کیا وہ یا تو ہم پر فرض ہوگیا یا واجب یا سنت۔ فرض بھی تو حضور کا طریقہ ہے۔ سنت بھی ہمارے لئے واجب ہے۔ فرض ہو یا سنت واجب ہو یا نفل سب حضور ہی کی سنت ہے۔ فرمایا ''علیکم بسنتی'' میری سنت کو لازم پکڑو۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ تو سنت ہے۔ سنت تو ہے مگر کس کی یہ تو حضور کا کرم ہے کہ آپ نے اپنے فعل کو فرض نہیں کیا۔ سنت کا درجہ رکھا تاکہ کسی وجہ سے ضرور تارہ جائے تو اس کی قضا نہیں۔ سنت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کفر ہے۔ حضور ﷺ کے تمام افعال و ادائیں اللہ کو محبوب ہیں۔ ہمارے لئے کچھ فرض ہیں، کچھ سنتیں، کچھ مستحب اور بعض میں رخصت دی گئی ہے کہ کرو تو ثواب ہے نہ کرو تو ثواب نہیں۔ مثلاً نوافل۔ اللہ تعالیٰ نے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی اور فرمایا ''لقد جاء کم'' یعنی یقیناً تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول، جو رسولوں کے رسول، وہ رسول جس کی تشریف آوری کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام،

نے کعبہ کی تعمیر کے بعد جناب باری میں عرض کیا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ”واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم“ کہ جب ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی تعمیر کر چکے تو عرض کیا کہ اے ہمارے رب اسے ہم سے قبول فرما لے جیسا کہ تو سنتا اور جانتا ہے۔ دیکھو کتنا اخلاص ہے کہ نہ وہاں کوئی پروپگینڈہ ہے نہ کوئی دیکھنے والا ہے نہ کوئی اخبار ہے۔ صرف باپ بیٹے بنا رہے ہیں۔ اس لئے مسجد کی تعمیر میں خلوص ہونا چاہیے' صرف اللہ کی رضا کے لئے کرے۔ جب باپ بیٹا لق و دق میدان' جنگل بیابان میں خانہ کعبہ کی تعمیر کر چکے تو فرمایا کہ اے اللہ اس کو قبول فرمالے تو ہی سنتا اور جانتا ہے خالص تیری ذات گرامی کے لئے کیا ہے۔ الٰہی ہم نے گھر تو بنالیا لیکن گھر بے چراغ ہے۔ اس میں اس چراغ کی ضرورت ہے جو سراج منیر ہے فرمایا ”ربنا وبعث فیھم رسولا“ اے ہمارے رب اس رسول کو بھیج جس کی تابشیں اور انوار و برکات گھر گھر پہنچ جائیں اور عالم و عالمیان کو روشن و منور کر دے۔ بھیج اس رسول مطلق و مفخم اور وہ رسول معظم کو جن کی رسالت محدود نہیں بلکہ وہ شرقیوں کے بھی رسول غربیوں کے بھی رسول ہیں۔ جس طرح خانہ کعبہ دنیا میں ایک ہی عمارت ہے لہٰذا

ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو۔ وہ رسول معظم تشریف لے آئے جو وہ نہ ہوتے تو نہ آسمان ہوتا نہ زمین نہ عرش نہ کرسی نہ لوح نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ۔ رب العزت فرماتا ہے حدیث قدسی ہے کہ ''لولاک لما خلقت الجنہ'' اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو جنت بھی پیدا نہ کرتا۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

جب تک جسم میں روح ہوتی ہے جسم زندہ رہتا ہے۔ اگر روح نہ ہو تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حضور پرنور ﷺ سارے عالم کی روح ہیں۔ حضور کی بہاریں کون سی ہیں۔ حضور کی بہاریں اولیاء اللہ' علماء صلحاء جیسے غوث اعظم قطب العالم اور خواجہ غریب نواز بابا صاحب اور تاج الاولیاء داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔ معاذ اللہ حضور نہ ہوں خدانخواستہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ جیسے مخالف کہتے ہیں تو سارا عالم درہم برہم ہو جائے جب تک حضور بقعہ عدم سے عرفات وجود میں تشریف نہیں لائے۔ مقام

کنت کنزاً مخفیاً میں تھے۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا کوئی تھا ہی نہیں جانے گا کون۔ عالم صفات نے تقاضا کیا کہ آپ خالق ہیں تو مخلوق بھی ہو۔ رازق ہیں تو مرزوق بھی ہو۔ مالک ہیں تو مملوک بھی ہو۔ تمام صفتوں نے تقاضا کیا کہ آپ خالق و رازق سبھی کچھ ہیں لیکن اس کے مظاہر نہیں تو فرمایا فخلقت الخلق یعنی خلق کو پیدا کیا۔ عالم وجود میں جس کو سب سے پہلے پیدا کیا وہ نور پاک مصطفےٰ ہے۔ ثانیاً بالعرض سب سے پہلے اللہ نے اپنے نور سے نور پاک مصطفےٰ کو پیدا کیا۔ اس کا نور تو نورِ حقیقی ہے۔ جس کی تجزی بھی نہیں تقسیم بھی نہیں۔ لیکن جیسے پرتو پڑتا ہے۔ مثلاً ایک شمع سے دوسری شمع روشن کی اور دوسری سے تیسری یہاں تک کہ لاکھوں شمعیں روشن کیں تو پہلی میں سے کیا گھٹا۔ رب تبارک و تعالیٰ جو موجود حقیقی ہے اس نے اپنے وجود حقیقی کے پرتو سے محمد مصطفےٰ ﷺ کو موجود کیا۔ یعنی عالم ایجاد میں سب سے پہلے موجود محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ وہ تو موجود حقیقی ہے اور یہ مخلوق موجود۔ یعنی موجودات کی ایک ابتدا بھی ہے۔ کائنات محصور ہے۔ متناہی ہے اس کی ابتدا بھی ہے انتہا بھی۔ حضور علیہ ﷺ نے خود فرمایا "اول ما خلق اللہ نوری" سب سے پہلے اللہ نے میرا نور کرامت ظہور پیدا فرمایا جو پرتو ہے نور

الٰہی کا۔ اس نور کا پرتو جس کی تجزی ہے نہ تقسیم اور نہ دوئی۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے۔

گمان امکاں کے جھوٹے نکتو تم اول آخر کے پھیر میں ہو

محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں کہ ''ھو الاول ولآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم'' جس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اسی طرح حضور ﷺ کی نعت بھی ہے۔ ''ھوالاول'' یعنی اللہ اول ہے۔ یہ اول ایک دو تین کا اول نہیں بلکہ جو اکائی دہائی سے پاک اور منزہ ہے۔ وہ اول کہ ''لاشئی قبلہ ولا بعدہ'' وہ اول حقیقی ہے جو تمام مخلوقات کا خالق و مالک ہے۔ یہ جو ہم اول کہتے ہیں یہ ہمارے الفاظ ہیں ہم حادث ہیں اور ہمارے منہ سے جو لفظ نکلے گا حادث ہوگا۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ جو ہم کہتے ہیں اللہ یہ لفظ حادث اور اس کا مصداق قدیم ہے۔ جیسی مشین ہوگی ویسے ہی پرزے ڈھل ڈھل کر نکلیں گے وہ بھی حادث ہوں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ ہم حادث ہیں ہمارا لکھنا' پڑھنا سننا سب حادث ہے۔ لیکن جو لکھا گیا پڑھا گیا اور سنا گیا وہ قدیم ہے۔ رب العزت فرماتا ہے

''ھوالآخر'' یعنی وہی آخر ہے۔ یہاں تک کہ ساری کائنات فنا ہو جائے گی اور وہ باقی رہ جائے گا۔ فنا سب پر طاری ہوگی۔ یہاں تک کہ عزرائیل جو سب کی روح قبض کرتے ہیں ان سے یہ فرمایا جائے گا کہ اب کون باقی رہ گیا ہے۔ کہیں گے کہ الٰہی تو اور میں۔ حکم ہوگا ''مت'' یعنی تو بھی مرجا۔ حضرت عزرائیلؑ کو موت آ جائے گی۔ پھر رب العزت فرمائے گا۔ ''لمن الملک الیوم'' یعنی آج ملک کس کا ہے۔ جو دعویٰ کرتے تھے کہ پاکستان ہمارا ہے۔ ہندوستان' ایران ہمارا ہے۔ کوئی ہو تو جواب دے۔ خود ہی فرمائے گا۔ ''للّٰہ الواحد القھار'' یعنی اللہ واحد وقہار کے لئے۔ پھر اسی تجلیات سے مخلوقات کو پیدا فرمائے گا۔ اور فرماتا ہے ''الظاھر والباطن'' وہ ظاہر ہے تو ایسا ظاہر کہ

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

عارفانہ نظر سے دیکھو تو درخت کا ہر پتہ معرفت کردگار کا دفتر ہے۔

ہر گیا ہے کہ از زمین روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

جو سبزہ اگاتا ہے وہ توحید کا سبق دیتا ہے۔ انسان زمین میں دانے بچھاتا ہے۔ اور پانی ڈالتا ہے گویا جو اپنے پاس تھا۔ وہ زمین میں ڈال کر گلا دیتا اور سڑا دیتا ہے۔ پھر وہ حیؔ وقیوم کی قدرت سے اس دانے سے جو بالکل بوسیدہ ہوگیا تھا' سڑ گل گیا تھا کرہ پھوٹتا ہے اور سبق توحید پڑھتا ہوا نکلتا ہے کہ اے غافل تو نے اپنی دانست میں مجھے سڑا گلا دیا تھا۔ لیکن اس حیی وقیوم نے پھر مجھے پیدا کر دیا۔ پھر وحدت کثرت کی طرف آتا ہے۔ پہلے ایک سنبلہ پھر ہر سنبلہ سے سات سو دانے ''فی کل سنبلة مائة حبة'' یہ اس کی شان ہے کہ ظاہر ہے تو اتنا ظاہر کر کہ ذرہ ذرہ سے عیاں ہے۔

بے حجابی یہ کہ ہر ذرے سے جلوہ آشکار
اس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

رب تعالیٰ شکل وصورت سے پاک ہے۔ گھونگھٹ سے مراد حجاب ہے۔ رب تعالیٰ کا حجاب نور ہے۔

ہے شدت وضوع سے آنکھوں سے مختفی
بے پردگی حجاب ہے اس بے حجاب کی

یعنی اس کی بے حجابی جو ہے وہی اس کا حجاب ہے

رب تعالیٰ فرماتا ہے ''لقد جاء کم'' یعنی آیا تمہارے پاس وہ

رسول مطلق جن کی رسالت محدود نہیں بلکہ جو تمام اقوام عالم کے لئے تمام کائنات تمام وحوش و طیور تمام چرندوں' پرندوں کے لئے ذرہ ذرہ کے لئے رسول ہیں۔ وہ صرف رسول بشر ہی نہیں بلکہ جنات کے اور ملائکہ کے بھی رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے ہر ایک کو ان کے مناسب احکام سے آگاہ فرمایا۔ حضور ان کے لئے نذیر اور بشیر ہیں۔ یہاں آنا کون پسند کرتا تھا جب عالم ارواح میں اشتباہ پیش کئے گئے۔ اور فرمان ہوا کہ ہر روح اپنی شبیہ میں داخل ہو۔ انبیاء علیہم السلام جن کا مقام بلند و بالا ہے اس عالم شبیہ میں آنا کیسے پسند کرتے۔ حضور نے ترغیب دی کہ جاؤ تاکہ تمہارے کمالات کا اظہار ہو۔ تم کو تبلیغ و اشاعت کا ثواب ملے۔ اور تمہارے مراتب بڑھیں۔ اگر فرشتوں کی طرح رہو گے تو ترقی نہ کرسکو گے کیونکہ فرشتے ترقی نہیں کرتے۔ حضور کی ترغیب پر انبیاء علیہم السلام نے اس عالم شبیہ میں آنا گوارا کیا۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے خواب کی تعبیر ہوں۔ کعبہ معظمہ قلب ہے یعنی کہ مرکز عالم ہے۔ قاعدہ ہے کہ مرکز سے جتنے خطوط جاتے ہیں مساوی ہوتے ہیں۔ مرکز میں حضور کو اس لئے بھیجا کہ حضور کی تعلیم ساری کائنات میں یکساں پہنچے۔ حضور نے خود فرمایا

ہے کہ کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے رسول نہیں جانتی۔ ما من شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا مردت الجن والانس او کمال قال" یعنی سوائے سرکش جن وانس کے کوئی شے ایسی نہیں جو نہ جانتی ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (جو کلمہ پڑھ کر حضور ﷺ کو کوستے ہیں۔ آپ کے علم کو جانوروں سے تشبیہ دیتے ہیں اور آپ کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتاتے ہیں۔ وہ انہیں کیا جانیں)۔

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرائتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

جو حضور کی توہین کر رہا ہے اور کلمہ پڑھ رہا ہے سمجھو کہ یہ کلمہ اس کو دھوکہ دے رہا ہے۔ کلمہ اس کا معتبر ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد کلمے والے کو جانے اور یہ سمجھے

سر تا بہ قدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

غرض حضور بے عیب ہیں جہاں عیب کی گنجائش ہی نہیں۔ یہ لوگ ان میں عیب نکالتے ہیں کہتے ہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ رب فرماتا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے خود چاہا کہ پہچانا جاؤں "فاحببت ان اعرف" میں نے چاہا کوئی مجھے

کہے یا کریم' یا اللہ' یارزاق تو جب میں نے خود پسند کیا کہ اظہار ہو تو فخلقت الخلق یعنی میں نے خلق کو پیدا کیا۔ یعنی نور پاک مصطفےٰ سب سے پہلے عدم سے وجود میں آیا۔ اس نور کو متصف کیا نبوت سے جو جامع جمیع کمالات ہے۔ اسی لئے ترمذی میں ایک حدیث ہے کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ نبوت آپ کو کب عطا ہوئی ''متیٰ وجبت لک النبوۃ'' آپ چالیس سال مکہ معظمہ میں تشریف فرما رہے لیکن کسی نے نہیں جانا کہ آپ نبی و رسول ہیں۔ فرمایا جتنے انبیاء ہیں وہ پیدائشی نبی ہوتے ہیں۔ البتہ اظہار اس وقت ہوتا ہے جب حکم ہوتا ہے کسی نے مہد پرورش میں اعلان کیا ''قال انی عبداللہ'' اور کسی نے کسی زمانے میں۔ حضور کا دارہ تبلیغ بڑا وسیع تھا۔ اس لئے حضور چالیس سال تک جائزہ لیتے رہے کہ کس میں کیا خامی ہے۔ کون حجر و شجر کا پجاری ہے۔ کون سود خور ہے' شرابی ہے پھر سارے نقائص کا جائزہ لیا اور کوہ صفا پر کھڑے ہو کر فرمایا ''یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً'' الناس میں علماء فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ فرمایا اے لوگو میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ میں سب کے لئے معلم ہوں' مبشر ہوں' میں ہی ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ آدم سے عیسیٰ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار

انبیاء نفسِ نبوت میں مساوی ہیں۔ ''لا نفرق بین احد من رسلہ'' کہ ایمان لانے میں ہم ان میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ جو رسول ہیں ان میں سے کچھ سارے عالم کے لئے کوئی قریہ کے لئے بھیجا گیا۔ اور بعض کو بعض پر فضیلت دی ''تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض'' کسی کو کلیم اللہ کا لقب عنایت کیا ''منھم من کلمہ اللّٰہ'' جیسے موسیٰ علیہ السلام سے اور کسی کو درجوں بلندی عطا کی۔ ''ورفع بعضھم درجات'' جیسے حضور ﷺ کو کہ آپ کی رفعت و بلندی کو کون جانے۔ بعضھم سے مراد سبز گنبد کے بادشاہ ہیں جو بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے مصداق ہیں۔ الوہیت اور لوازم الوہیت کے سواء جتنے کمالات ہیں حضور ﷺ اس کے جامع ہیں۔ علامہ بوصیریؒ فرماتے ہیں ''فانصب الیٰ ذاتہ ماشئت من شرف'' یعنی جو بھی کمال تیرے تصور میں کمال ہو اسے حضور کی طرف منسوب کر۔ کھلی اجازت دے رہے ہیں۔ ماشئت یعنی ہر وہ کمال جو تیرا ایمان بتائے ان کی طرف منسوب کر۔ کمال وہی ہے جو حضور کے ہاں سے نکل کر آئے۔ حضور کو کسی سے شرف حاصل نہیں سوائے رب تعالیٰ کے۔ تمام عالم و عالمیان کو حضور سے شرف حاصل ہے۔ بلکہ نبوت و رسالت حضور سے مشرف ہوئی۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

حضور کو جو کمالات حاصل ہیں اس میں کوئی شریک نہیں۔ جو ہر فرد ہیں۔ ان کی کوئی مثال نہیں، کوئی نظیر نہیں۔

پھرے زمانے میں چار جانب نگار یکتا تمھیں کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے پر ایک تم سا تمھیں کو دیکھا

جبرئیل علیہ السلام نے تمام انبیاء و ملائکہ کو دیکھا

آفا قہا گردیدہ ام
مہر بتاں ور زیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام
لیکن تو چیزے دیگری

حضور ابوالارواح ہیں۔ آدم علیہ السلام تو چہرے مہرے کے باپ ہیں۔ بشر کہتے چہرے مہرے کو۔ ظاہر نقشہ آدم علیہ السلام سے چلا ہے۔ لیکن تمام عالم و عالمیان کی روح کون ہے۔ روح الارواح یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ روح الارواح اور وہ ابواجساد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری روح کو سب سے پہلے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی

فقعوا له ساجدين'' بشر تو اب پیدا ہو رہا ہے۔ حضور تو بشر سے بھی پہلے کے ہیں۔ بشر تو حضور کے سامنے بن رہا ہے۔ جیسے گھر پہلے بناتے ہیں۔ پھر گھر میں آتے ہیں۔ پھر فرشتوں سے کہا جب میں ٹھیک بنا لوں تو تم سب اس کو سجدہ کرنا۔ اور اس خاص روح کی تعظیم بجا لانا۔ ملائکہ کے جو شایان شان سجدہ تھا وہ کیا تھا۔ شیطان بھی فرشتوں سے ملا جلا تھا اس لئے سب کو حکم ہوا۔ اگرچہ ہم جنس نہیں اور جنات میں سے تھا لیکن فرشتوں کی صفت اس میں تھی۔ ''فسجد الملئكة كلهم اجمعون'' تمام ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جو شقی ازلی مردود لم یزلی تھا۔ اس نے سجدہ نہیں کیا۔ سجدہ عبادت تو ہر دین میں حرام رہا لیکن سجدہ تعظیمی بھی جائز نہ تھا۔ یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں بھی برادران یوسف نے بھی سجدہ کیا۔ ''خروا له سجدا'' وہ خواب کی تعبیر تھا۔ ''هذا تاويل الرّويا'' حضور نے فرمایا اگر غیر خدا کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ سجدہ عبادت تو شرک ہے اور سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے لیکن:

بے خودی میں سجدہ در، یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

ایک شخص بے خود ہے آپے سے باہر ہے اور داتا صاحبؒ کے در

سے لپٹ جائے اور بوسہ دیکر طواف کرے تو تمہیں کیا۔ تمہیں ہوش ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو مت کرو۔ تم تو پیکر خود داری بنے ہوئے ہو تو جب قصداً کرو گے تو تمہیں حکم سنایا جائے گا۔ جو بے خود ہوں بے خودی میں سجدہ کریں تو انہیں کچھ نہ کہا جائے گا۔ اگر ہوش میں رہ کر ضابطہ شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرو گے تو منع کیا جائے گا۔ یہ دیکھا جائے گا کہ بے خود ہو یا باخود۔ اگر باخود ہوئے تو تازیانے لگیں گے۔ اور بے خود صاحب حال ہے۔

نے زتا رو نے زچوب و نے زپوست

او کجا می آید زآواز دوست

ارشاد ہوتا ہے ''عزیز علیہ ما عنتم'' یہ وہ رسول ہیں جس رسول پر شاق گزرتا ہے تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا۔

ما اُوذِی نبِی'' کَمَا اُوذِیتُ

حضور ﷺ روح عالم ہیں اور جسم کے اعضا کو تکلیف ہوتی ہے تو روح کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ جتنی ایذا مجھے دی گئی ہے کسی نبی کو نہیں دی گئی۔

ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

کوئی کہے کہ زکریا علیہ السلام پر آرا چلایا گیا' ایوبؑ کو تکلیف پہنچی

باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی نبی کو اتنی اذیت نہیں دی گئی جتنی کہ مجھ کو۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت تک حضور کی امت ہے' شریعت ہے۔ جتنے گناہ ہم کرتے ہیں تو حضور کو اس کی اذیت ہوتی ہے۔ اگر بیٹا پکڑا گیا تو باپ کو اذیت ہوتی ہے۔ تو نماز ہم چھوڑتے ہیں روزہ ہم چھوڑتے ہیں' زکوٰۃ ہم نہیں دیتے تو سزا ہم کو ہوگی لیکن حضور کو بھی اذیت ہوگی کہ ان کا ہو کر زکوٰۃ نہیں دیتا' حج کو نہیں جاتا۔ باپ دیکھے کہ بیٹا نقش قدم پر نہیں چلتا تو اسے رنج ہوتا ہے۔ حضور ابوالارواح ہیں یعنی تمام عالم و عالمیان کی روح۔ اور روح کو اذیت ہوتی ہے۔ اگر پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو نیند نہیں آتی۔ حضور نے فرمایا میں تمہارے لئے روزانہ ستر بار استغفار کرتا ہوں۔ عرفاء فرماتے ہیں کہ استغفار اس طرح ہے کہ عارف کی تین حالتیں ہیں۔ عروج' وقوف اور نزول۔ عروج کے بعد وقوف ہوتا ہے یعنی ذرا ٹھہرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ منتہائے کمال ہے۔ پھر آگے ترقی ہوتی ہے تو فرماتے ہیں استغفر اللہ میں نے اس کو کمال سمجھا تھا پھر ترقی ہوتی ہے روزانہ ترقی ہوتی ہے اور درجوں ترقی ہوتی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول تام ہے۔ "ورفع بعضھم درجت" عرفاء فرماتے ہیں کہ حضور ہر آن عرفان کے ستر ہزار دریا طے فرماتے

ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ "ولا الآخرۃ خیر لک من الاولی"
کسی نے کہا اس سے مراد قبل ہجرت اور بعد ہجرت ہے۔ کسی نے قبل
بعثت اور بعد بعثت کہا۔ نہیں بلکہ وہ کیفیت جو حضور کی اس وقت ہے
اگلی آن میں ستر ہزار دریائے عرفان طے کر چکے ہوں گے۔ پھر
فرماتے ہیں "حریص علیکم" تم پر حریص ہیں۔ کسی کو حرص ہے۔
مال کی اور کسی کو عہدہ کی۔ یہ وہ محبوب ہیں جن کو حرص ہے تمہاری ترقی
مراتب کی یعنی تم فرش نشین ہو عرش نشین بن جاؤ۔

فرشتہ فر و معنیٰ در طیر او
اگر ملک معنی بود سیر او

کہ فرشتے بھی نیچے رہ جائیں۔ اور حضور کی یہ تمنا ہے کہ ایک
ایک امتی کو جنت کا مالک بنا دیں۔

عام ہیں ان کے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

رب فرماتا ہے "ان الذین یوذون رسول اللہ لعنھم اللہ فی
الدنیا والآخرۃ" خبردار کبھی ایسا کام نہ کرنا جس سے حضور کو اذیت
ہو۔ جو لوگ حضور کو اذیت دیتے ہیں وہ اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔
دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ہر ذرہ کا رب حق تعالیٰ ہے تو ہر ذرہ

کے لئے حضور رحمت ہیں۔

''وما ارسلنک الا رحمة للعالمین''

رحمت پہلے ہوتی ہے۔

چوں نہ گرید ابر کئے خندد چمن
تانہ گرید طفل کئے جوشد لبن

جب تک بچہ نہ روئے ماں کی رحمت جوش میں نہیں آتی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں اور بتقاضائے رحمت ربوبیت کا اظہار ہے۔ ''لولاک لما اظہرت الربوبیة'' کہ اے حبیب تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ کرتا۔

مقصود ذات تست دگر جملگی طفیل
مقصود نور تست دگر جمگی ظلام

اے حبیب ہمارا مقصود تو تمہارا پیدا کرنا تھا۔ باقی سب طفیلی ہیں۔ اور تم نور ذات پرتو قدرت سے پیدا ہوئے ہو۔ اور دوسرے نور صفات سے پیدا ہوئے۔

یک چراغ است دریں خانہ کہ پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمن ساختہ اند

حضور کی رونق افروزی بڑی رحمت ہے کہ ''لقد من اللہ علی

المومنین" فرمایا یعنی ہم نے تم پر احسان کیا تو اے مومنو! کافر لائق خطاب نہیں۔ اے مومنو ہم نے تم پر احسان رکھا کیونکہ تم ان کی تعلیم سے منتفع ہوتے ہو۔ نماز پڑھتے ہو' روزہ رکھتے ہو' حج پر جاتے ہو' زکوٰۃ دیتے ہو۔ یوں تو حضور ﷺ کی تشریف آوری سارے عالم کے لئے باعث امتنان ہے۔ بارش تو سب پر ہوتی ہے لیکن باغبان اور کاشتکار پر زیادہ احسان ہے تو حضور رحمۃ اللعالمین ہیں لیکن احسان تم پر زیادہ ہے۔ وہ احسان کیا ہے۔ "اذ بعث فیھم رسولا" یہاں بھی "رسولا" فرمایا یعنی ہر جگہ وہی رسول معظم مراد ہے۔

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ تازہ دھوم دھام

کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

قرآن پاک میں جو تبت یدا کی سورۃ ہے وہ بھی حضور ﷺ کی شان ظاہر کرتی ہے کیونکہ دوست کے کمالات کبھی دشمن کا ذکر کر کے بیان کئے جاتے ہیں۔ ابو جہل اور ابولہب کا ذکر بھی حضور کی شان کے لئے ہے۔ فرمایا "تبت یدا" دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے خبیث کے کیونکہ ایک گالی دی تھی حضور کو حالانکہ چچا تھا۔ لیکن یہاں چچا بھتیجے کا ذکر نہیں۔ یہ تو محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس نے ذرا توہین کی تو اس کے دونوں بازو ٹوٹ گئے قوت علمی بھی گئی قوت عملی بھی برباد

ہوئی۔ دنیا بھی برباد آخرت بھی برباد۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی ام جمیل جو خبیثہ چچی کہلاتی تھی اور کانٹے بچھاتی تھی حضور کے راستے میں ''فی جیدھا حبل من مسد'' پھر فرمایا ''بالمومنین روف الرحیم'' مومنوں پر بہت مہربان اور رحم دل۔ ''فان تولو'' اے محبوب یہ اگر اب بھی میرے احسانات کو نہ مانیں تو تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے تمہاری نبوت تمہاری رسالت اور محبوبیت میں کیا فرق آئے گا۔ آپ کو محبوب ہونا ان پر تو موقوف نہیں کہ وہ مانیں تو آپ محبوب ہوں۔ آپ تو مانے ہوئے چنے ہوئے مصطفےٰ ہو مجتبیٰ ہو پہلے ہم نے چن لیا۔ تو آپ فرما دیجئے ''حسبی اللہ'' میرا رب مجھے کافی ہے ہر بات کے لئے، میری تعریف کے لئے بھی۔ ''لا الہ الا ھو'' اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ ''علیہ توکلت'' میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں تم پر تھوڑا ہی کرتا ہوں۔ ''وھو رب العرش العظیم'' اس رب پر بھروسہ کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے۔

—— تمت بالخیر ——

جمالِ غوثیہ

مصنف

سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی

اس کتاب میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اکانوے کرامات بمع تشریح بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ آپکے خصوصی فضائل بیان کئے گئے ہیں جن میں بعض یہ ہیں۔

☆ آپؒ کے مقامِ مخدع کی تشریح

☆ آپؒ کے قدم مبارک اولیائے اولین و آخرین پر ہونے کے دلائل

☆ آپؒ کے اور دیگر اولیاء کے مشرب اور قدم کا بیان

☆ آپؒ کی معراج کا بیان

☆ اس بات کے دلائل کہ آپ کا کوئی قول از قسم سکر و شطح کے نہیں

☆ صفحات ۲۵۶ مجلد روضۂ پاک کا رنگین عکس

مطبوعہ

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

مظہرِ جمالِ مصطفائی

مؤلف

سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی

یہ کتاب حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور سوانح فضائل ومناقب پر مشتمل ہے جسکی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

☆ آپؒ کے نو عدد قصیدے بمع ترجمہ وتشریح
☆ آپؒ کے باسٹھ الہامات بمع ترجمہ وتشریح
☆ آپؒ کا عارفانہ کلام جس کو بہت سی آیات قرآنی سے مزین کیا ہے۔
☆ آپؒ کے ایک سو بہتر اسمائے گرامی بمع ترجمہ
☆ آپؒ کی شان میں اولیائے کرام کے منظوم مناقب
☆ کرامات و دیگر مضامین
☆ صفحات ۳۶۰ مجلد روضۂ پاک کا رنگین عکس۔

مطبوعہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور

Aziz Graphic